132479-طلاق کی عدت سے خاوند فوت ہونے کی عدت زیادہ ہونے میں حکمت

سوال

مطلقہ عورت کی عدت سے بیوہ کی عدت زیادہ ہونے میں کیا حکمت پائی جاتی ہے ؟

پسندیدہ جواب

اللہ سبحانہ وتعالی نے مطلقہ اور بیوہ عورت کے لیے عدت فرض کرتے ہوئے فرمایا ہے :

.{اور طلاق یافتہ عورتیں تین حیض تک اپنے آپ کو روکے رکھیں}.البقرۃ(228).

اور فرمان باری تعالی ہے :

.{اور تم میں سے جو لوگ فوت ہوجائیں اور اپنی بیویاں چھوڑجائیں تو وہ بیویاں چار ماہ دس دن تک انتظار کریں}.البقرۃ(234).

اگر مسلمان شخص کو حکمت معلوم نہ بھی ہو تو بھی مسلمان شخص پر سمع واطاعت واجب ہے، اور اسے وحی کی نصوص اور احکام شرعیہ کو تسلیم کرنا چاہیے.

اللہ سبحانہ وتعالی کا فرمان ہے :

.{تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مومن ہی نہیں ہوسکتے حتی کہ وہ آپس کے اختلافات میں آپ کو حاکم نہ مان لیں، اور پھر آپ ان میں جو فیصلہ کریں وہ اس کے متعلق اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کرتے ہوں، اور اسے پوری طرح تسلیم کریں تسلیم کرنا}.النساء(65).

اور ایک مقام پر اللہ رب العزت کا فرمان ہے :

.{جب ایمان والے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بلائے جائیں تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے ان کی بات یہی ہوتی ہے کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں}.النور(51).

اور ایک مقام پر اللہ تعالی کا فرمان ہے :

.{اور کبھی بھی نہ کسی مومن مرد کا حق ہے اور نہ کسی مومن عورت کا کہ جب اللہ تعالی اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کسی معاملے کا فیصلے کردیں کہ ان کے لیے ان کے معاملے میں کوئی اختیار باقی ہو، اور جو کوئی اللہ اور اس رسول کی نافرمانی کریگا تو وہ یقینا گمراہ ہوگیا اور واضح گمراہ ہونا}.الاحزاب(36).

اور یہ احکام کی علت بیان کرنے سے منع نہیں کرتا، اہل علم حضرات نے عدت کی کئی ایک علتیں بیان کی ہیں جو درج ذیل ہیں ان علتوں کو بیان کرنے میں یہاں کوئی مانع نہیں اس لیے ہم چند ایک علتیں ذیل میں بیان کرنے کی کوشش کرتے ہیں :

1 اللہ سبحانہ وتعالی کے حکم پر عمل کرکے اللہ کی عبادت ہوگی، کیونکہ اللہ سبحانہ وتعالی نے مومن عورتوں کو عدت گزارنے کا حکم دیا ہے.

2 اس عدت سے استبراء رحم ہوجاتا ہے اور یہ علم ہوجاتا ہے کہ حمل نہیں؛ تاکہ نسب میں اختلاط نہ ہوجائے.

3 طلاق میں خاوند اور بیوی کو آپس میں رجوع کے ذریعہ ازدواجی زندگی میں واپس آنے کا موقع فراہم کرنا.

4 نکاح جیسے عظیم معاملہ کی عظمت اور اہم ہونا کیونکہ طلاق کے لیے ایک طویل مدت اور عرصہ کا انتظار کرنا پڑتا ہے، اگر ایسا نہ ہوتا یعنی عدت نہ ہوتی تو یہ بچوں کے کھیل کی جگہ لے لیتا کہ نکاح ہوتا اور ایک ہی لمحہ میں نکاح ختم بھی ہوجاتا.

5 خاوند کی فضیلت واحسان کا اعتراف کرتے ہوئے خاوند کی وفات کے بعد غم و پریشانی کا اظہار.

بیوہ کی عدت میں درج ذیل اشیاء کا اضافہ ہوگا :

جب خاوند فوت ہونے میں فراق عظیم تھا تو اس سے وفائی کی مدت بھی طویل ٹھری.

بیوہ کی عدت میں اتنی مدت رکھی گئی ہے جس میں بچہ پیٹ میں واضح حرکت کرنے لگتا ہے، تاکہ نسب کی حفاظت ہوسکے، طلاق میں تو اتنی مدت رکھی گئی جس سے برات رحم ہو جو کہ ظنی دلالت تھی؛ کیونکہ طلاق دینے والا شخص اپنی طلاق یافتہ بیوی کی حالت طہر اور حیض سے معلوم کرسکتا ہے، اور اسے طلاق سے قبل بھی اس کے قریب جانے کی حالت کا علم ہے؛ لیکن میت کے لیے ایسا نہیں؛ اس لیے چار ماہ سے دس دن زائد اس لیے کئے گئے تاکہ بچہ میں جو حرکت ہو وہ واضح معلوم ہوجائے؛ کیونکہ بچہ کمزور یا طاقت وار ہونے کے اعتبار سے حرکت میں بھی تاخیر یا جلدی ہوسکتی ہے.

فوتگی کی بنا پر حاصل ہونے والی پریشانی و غم بہت عظیم اور زیادہ ہوتی ہے جو تین مہینوں سے بھی زائد پر محیط ہے، اگرچہ اس مدت میں رحم کی برات تو ہوجاتی ہے؛ لیکن غم و پریشانی اور تکلیف سے بری ہونے کے لیے تو اس سے بھی زیادہ مدت اور عرصہ درکار ہے.

اگر بیوہ خاوند ہونے کے بعد اپنی شادی جلدی کرلے تو خاوند کے خاندان والوں کو برا لگے گا اور وہ اس عورت کے متعلق مختلف قسم کی سوچیں سوچنے لگیں گے کہیں اس عورت نے ہی تو ان کے بیٹے کو کچھ نہیں کردیا تھا، اور وہ کہیں دوسری جگہ شادی کرنا چاہتی تھی، اس لیے خاوند سے وفاداری اور اس پر غم بھی اتنی طویل عدت میں ہی ہے.

اگر مطلقہ عورت کو بچہ پیدا ہوجائے تو طلاق دینے والے شخص کے لیے لعان کرکے اس بچے کی نفی کرنا اور اس عورت کو جھوٹا کہنا ممکن ہے، لیکن میت کے متعلق ایسا نہیں ہوسکتا، ہو سکتا ہے اس بیوہ عورت کا بچہ پیدا ہوا اور وہ اس کی نسبت میت کی طرف کردے، اس لیے بیوہ کے لیے احتیاطا اتنی طویل عدت رکھی گئی ہے.

پھر دوسری بات یہ بھی ہے کہ جاہلیت میں تو بیوہ عورت اس سے بھی زیادہ عرصہ بیٹھی رہتی اور عدت گزارتی تھی.

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ کہتے ہیں :

"چار ماہ دس دن کی عدت میں حکمت یہ ہے کہ یہ پہلے خاوند کے حق کی حفاظت ہے، اسی لیے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا حق بہت عظیم تھا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام بیویاں ساری زندگی امت کے لیے حرام ٹھریں، لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علاوہ باقی دوسروں کے لیے چار ماہ دس دن کافی ہیں. واللہ اعلم.

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عدت چار ماہ دس دن کیوں رکھی گئی ہے ؟

جواب یہ ہے کہ :

چارہ ماہ سال کا ایک تہائی ہے، اور دس دن مہینہ کا ایک تہائی بنتے ہیں، حدیث میں وارد ہے :

"ایک تہائی، اور ایک تہائی بہت زیادہ ہے"

دور جاہلیت میں عورتیں گندے ترین گھر میں ایک برس تک عدت بسر کرتی تھیں، اس کے لیے گھر کے ایک کونے میں چھوٹا سا خیمہ لگا دیا جاتا جس میں وہ دن رات بیٹھی رہتی، نہ تو غسل کرتی اور نہ ہی جسم کی صفائی، ایک برس تک ایسے ہی رہتی تھی، گرمی و سردی ایسے ہی گزر جاتی.

جب سال بعد باہر نکلتی تو وہ ایک چڑیا یا مرغی لا کر اس کے سامنے رکھتے تو وہ اس پر ہاتھ پھیرتی اس کے بعد وہ عدت والی گندی اور بدبودار تعفن والی جگہ سے باہر نکلتی تھی، اور وہ زمین سے مینگنی اٹھا کر پھینک دیتی، گویا کہ زبان حال سے یہ کہہ رہی ہوتی :

میرے لیے اس عرصہ میں جو تنگی اور مصیبت آئی وہ اس مینگنی کے برابر تھی!

لیکن الحمد للہ دین اسلام نے اس طویل اور لمبی مدت کی بجائے تھوڑی سی مدت عدت مرقر کرتے ہوئے چارہ ماہ دس دن رکھے.

پھر کیا دین اسلام نے اسے صفائی ستھرائی کرنے سے روکا ہے یا نہیں ؟

نہیں عورت کو اس عرصہ میں صفائی ستھرائی سے منع نہیں کیا، جس طرح چاہے صفائی کرے؛ اور جو چاہے لباس زیب تن کرے؛ صرف اسے خوبصورتی اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے اور بے پردگی مت کرے" انتہی

دیکھیں : الشرح الممتع علی زاد المستقنع (13/348-349).

مزید معلومات کے لیے آپ المغنی (11/224) اور المجموع (19/433) اور التحریر والتنویر ابن عاشور (2/421-422) اور تفسیر المنار (2/416-417) اور روائع البیان فی تفسیر آیات الاحکام (1/343) کا مطالعہ ضرور کریں.

مزید تفصیلات کے لیے آپ سوال نمبر (81139) کے جواب کا مطالعہ کریں.

واللہ اعلم.